# عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی

## فضائل و مسائل

کاوش قلم

عبد السلام بن صلاح الدین مدنی

داعی و مترجم جمعیة الدعوة و الإرشاد۔میسان ،طائف (سعودی عرب)

ناشر

جمعیۃ الدعوۃ والارشاد و توعیۃ الجالیات 'میسان (سعودی عرب)

الحمد لله رب العالمين و الصلاة و السلام على أشرف الأنبياء و المرسلين ، أما بعد!

نیکیاں کمانے ' اللہ کی طرف سے خیرات و برکات ' فیوض و افادات لوٹنے کے لئے اور اللہ کی قربت کے حصول کے لئے بیشمار مواقع میسر ہوتے ہیں ' یہ بندۂ مؤمن پر اللہ رب ذوالجلال کا بے پناہ فضل و کرم ہے کہ اس نے بندۂ مؤمن کو پورے سال میں ایسے بیشتر مواقع عنایت فرمائے ' جن میں انسان اپنے رب کو خوش کرنے ' جنت حاصل کرنے ' اور دنیا و آخرت کی کامیابیاں بٹورنے کی کوششیں کرتا ہے ' اس کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں صرف کردیتا ہے ' علمه من علمه ' و جهله من جهله ۔

ابھی ماہِ رمضان المبارک کا مبارک مہینہ گزرا ہی ہے ' جس میں مردِ مسلم نے ( جسے توفیق ملی ) خوب خوب عبادتیں کی ' اپنے رب کو منانے کی کوشش کی ' جنت کے حصول کے لئے سعیٔ بلیغ کی ' اپنے گناہ دھلوانے کے لئے شبانہ روز ایک کردیا ' قرآن کی تلاوت میں مشغول رہا ' قیام اللیل کیا ' دعائیں کیں ' تہجد کا اہتمام کیا ' پھر اسی ماہ میں ایک رات ایسی بھی آئی ' جس کو پانے کے لئے خوب خوب محنت و ریاضت کی ' جس میں عبادت کا ثواب ایک ہزار برس ( ۸۳ سال ۴ ماہ ) کی عبادت کے برابر قرار دیا ' جسے عرفِ شرع و عام میں ( لیلۃ القدر ) ( شبِ قدر ) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ' پھر اللہ رب کریم نے ذی الحجہ کے دس دن ایسے عطا فرمائے ' جن میں عبادت و ریاضت ' محنت و اطاعت کی فری فضیلت بیان کی گئی ہے ' ابو عثمان **النہدی** فرماتے ہیں:كانوا يعظمون ثلاث عشرات : العشر الأخير من

رمضان ، والعشر الأول من ذي الحجة ، والعشر الأول من محرم
:''سلف تین عشروں کو بہت عظیم سمجھتے تھے : (۱) رمضان المبارک کا
آخری عشرہ (۲) ذی الحجہ کا پہلا عشرہ۔اور (۳) ماہِ محرم الحرام کا پہلا عشرہ۔
''(دیکھئے : لطائف المعارف از ابن رجب ص۸۰)

آئندہ سطور میں اسی عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل و مسائل کا تذکرہ کرنے کی سعی کی جائے گی'اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالی ہمیں ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق ارزانی فرمائے

- عشرۂ ذی الحجہ افضل ہیں یا رمضان کی دس راتیں ؟عام طور پر جب یہ بات ذکر کی جاتی ہے کہ عشرۂ ذی الحجہ افضل ہیں یا ماہِ رمضان کی آخری دس راتیں ؟

اس کا جواب شیخ الاسلام بن تیمیہ نے بہت پہلے دے دیا تھا'فرماتے ہیں : أيام عشر ذي الحجة أفضل من أيام العشر من رمضان، والليالي العشر الأواخر من رمضان أفضل من ليالي عشر ذي الحجة. (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۵/۱۵۴) : ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن رمضان کے آخری دس دنوں سے افضل ہیں اور رمضان کے آخری عشرہ کی راتیں ذوالحجہ کی دس راتوں سے افضل ہیں۔

حافظ ابن القیم بیان کرتے ہیں کہ (وَإِذَا تَأَمَّلَ الْفَاضِلُ اللَّبِيبُ هَذَا الْجَوَابَ وَجَدَهُ شَافِيًا كَافِيًا ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَيَّامِ الْعَمَلُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ أَيَّامِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ ، وَفِيهَا : يَوْمُ عَرَفَةَ ، وَيَوْمُ النَّحْرِ ، وَيَوْمُ التَّرْوِيَةِ ، وَأَمَّا لَيَالِي عَشْرِ رَمَضَانَ فَهِيَ لَيَالِي الْإِحْيَاءِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يُحْيِيهَا كُلَّهَا ، وَفِيهَا لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ، فَمَنْ أَجَابَ بِغَيْرِ هَذَا التَّفْصِيلِ لَمْ يُمْكِنْهُ أَنْ يُدْلِيَ بِحُجَّةٍ صَحِيحَةٍ )

"جب فاضل اور سمجھدار شخص اس جواب پر غور و خوض کرے گا تو وہ اسے شافی و کافی پائے گا کیونکہ ذوالحجہ کے دس دنوں کے علاوہ ایام کے اعمال اللہ تعالی کو دس ذوالحجہ کے اعمال سے زیادہ محبوب نہیں اور ان ایام میں یومِ عرفہ، یوم نحر اور یوم ترویہ بھی ہیں (جو خاص فضیلت کے حامل ہیں) اور رمضان کی آخری دس راتیں شب بیداری کی راتیں ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ رات بھر عبادت کیا کرتے تھے اور ان راتوں میں شبِ قدر بھی۔ چنانچہ جو شخص اس تفصیل کے بغیر جواب دے گا اس کے لئے ممکن نہیں کہ وہ صحیح دلیل پیش کر سکے" (بدائع الفوائد : ۳؍۶۶۰، مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۱۵؍۱۳۰)

- ذی الحجہ کا مہینہ حرمت کا مہینہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهورِ عِندَ اللَّهِ اثنا عَشَرَ شَهرًا فى كِتٰبِ اللَّهِ يَومَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالأَرضَ مِنها أَربَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدّينُ القَيِّمُ فَلا تَظلِموا فيهِنَّ أَنفُسَكُم﴾ (التوبہ : ۳۶) بے شک اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہے جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس میں سے چار حرمت والے ہیں یہی سیدھا دین ہے سو ان میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "

"إن الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السموات والأرض السنة اثنا عشر شهرا منها أربعة حرم:ثلاث متواليات ذوالقعدة و ذوالحجة والمحرم و رجب مضرالذی بين جمادی و شعبان" ( صحیح بخاری رقم : ۴۶۶۲) ترجمہ : زمانہ گھوم گھما کر ( مہینوں کی ترتیب کی ) اس ہیئت میں آ گیا ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔سال بارہ مہینے کا ہے جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مہینے ذوالقعدہ'ذوالحجہ اور محرم لگاتار ہیں اور چوتھا مہینہ رجب جو جمادی (الآخرۃ) اور شعبان کے درمیان ہے۔

- ذی الحجہ کا مہینہ حج کا مہینہ ہے'اور اس ماہ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اس ماہ میں حج کے جملہ شعائر ادا کئے جاتے ہیں'جس میں دور دراز سے قریب و دور سے کاخ و قصور سے پورے عالم سے مسلمانان مکہ مکرمہ کا قصد کرتے ہیں' جہاں قبولیت دعا' مغفرتِ ذنوب و سیئات' حصولِ رضائے الٰہی اور دخول جنت کے سارے سامان مہیا کئے جاتے ہیں'اور بندۂ مؤمن اپنے گھر لوٹتا ہے'اور وہ اس طرح ہو جاتا ہے جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو' جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : (مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ) (بخاری رقم : ۱۵۲۱'مسلم رقم (۱۳۵۰) من حديث ابی ہريرة)
- ذی الحجہ کے دس دن ( عشرۂ ذی الحجہ ) کی فضیلت و اہمیت اور اس اس کے مقام و مرتبہ کے لئے یہی کافی ہے رب کریم نے ان دس دنوں کی قسم

کھائی ہے'فرمایا : ( " وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ" (الفجر) "قسم ہے فجر کی' اور دس راتوں کی۔") اور بات سبھی جانتے ہیں کہ رب تعالی عظیم ہے'اور ایسے ویسے امر کی قسم نہیں کھاتا' بلکہ عظیم ذات عظیم چیزوں کی ہی قسم کھاتا ہے

مفسرین کی اکثریت کے قول کے مطابق ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں (دس دن) مراد ہیں۔امام ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اسی کو صحیح کہا 'لطائف المعارف فیما ہے (دیکھئے : تفسیر طبری : ۱۱؍۱۵۳۱ابن کثیر : ۱۴؍۳۳۸) لمواسم العام من الوظائف لابن رجب : ص ۲۶۰)

(۴) یہی دس دن ہیں جنہیں اللہ تعالی نے (ایام معلومات) قرار دیا ہے' اللہ تعالی نے فرمایا: (" وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْم بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ" (الحج : ۲۸) "اور چند معلوم دنوں میں جو چوپائے جانور اللہ نے ان کو دیے ہیں ان پر اللہ کا نام لیں۔" اکثر مفسرین کے نزدیک ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے دس دن ہیں (دیکھئے : تفسیر ابن کثیر : ۲؍۴۱۳)

(۵) رسول اکرم ﷺ کی گواہی : حضور نبی کریم ﷺ نے ان دنوں کو سب سے اعلیٰ و افضل' سال کے تمام دنوں میں سب سے بہتر اور عظیم قرار دیا ہے۔ پیغمبر اعظم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے «(( أَفْضَلُ أَيَّامِ الدُّنْيَا العَشْرُ )) - يَعْنِي : عَشْرَ ذِي الحِجَّةِ.)) قِيلَ: وَلاَ مِثْلُهُنَّ فِي سَبِيلِ اللهِ ؟ قَالَ: (( وَلاَ مِثْلُهُنَّ فِي سَبِيلِ اللهِ، إلاَّ رَجُلٌ عَفَّرَ وَجْهَهُ بِالتُّرَابِ)) (ترجمہ : "دنیا کے افضل ترین دن ایام العشر (یعنی

ذوالحجہ کے دس دن ) ہیں۔ دریافت کیا گیا کہ کیا جہاد فی سبیل اللہ کے ایام بھی ان کی مثل نہیں؟ فرمایا: "جہاد فی سبیل اللہ میں بھی ان کی مثل نہیں سوائے اس شخص کے جس کا چہرہ مٹی میں لتھڑ جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے" (صحیح الجامع رقم ۱۱۳۳ )

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وارد ہے 'فرمایا: أفضل أيام الدنيا أيام العشر ( صحیح الجامع : ۱۱۳۳) دنیا کے دنوں میں سب سے افضل دن ایام عشر (عشرۂ ذی الحجہ ) ہیں

(٦) انہی دس دنوں کو نبی کریم ﷺ نے جہاد سے بھی افضل قرار دیا ہے 'الا یہ کہ کوئی بندہ اپنی جان مال میں سے وہ کچھ بھی واپس لے کر نہ آیا ہو' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ماالعمل فی أيام العشر أفضل منها في هذه قالوا:ولاالجهاد في سبيل الله؟قال:ولاالجهاد إلا رجل خرج يخاطر بنفسه وماله فلم يرجع بشيئ") (بخاری : رقم : ۹۶۹) ترجمہ : ذوالحجہ کے دس دنوں سے افضل کوئی عمل نہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا : کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : جہاد بھی نہیں مگر وہ شخص جو اس حال میں نکلا کہ اس نے اپنی جان اور مال کو خطرے میں ڈالا پھر کچھ بھی ساتھ لے کر نہ پلٹا۔

(۷) انہی دس دنوں میں یومِ عرفہ بھی ہے 'جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ ) ترجمہ : "اللہ تعالیٰ جس قدر عرفہ کے دن لوگوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہے اس سے زیادہ کسی اور دن آزاد نہیں کرتا۔" (مسلم رقم : ۱۳۴۸)

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: (ما رؤي الشيطان يوماً هو فيه أصغر ولا أحقر ولا أدحر ولا أغيظ منه في يوم عرفة ، وما ذاك إلا لما رأى من تنزل الرحمة وتجاوز الله عن الذنوب العظام ) . [ تفسیر القرطبی ۴۱۹/۲ ] .

) ''شیطان یومِ عرفہ کے علاوہ کسی اور دن میں اپنے آپ کو اتنا چھوٹا' حقیر' ذلیل اور غضبناک محسوس نہیں کرتا جتنا اس دن کرتا ہے۔ یہ محض اس لیے ہے کہ اس دن میں وہ اللہ کی رحمت کے نزول اور انسانوں کے گناہوں سے صرفِ نظر کا مشاہدہ کرتا ہے۔ البتہ بدر کے دن شیطان نے اس سے بھی بڑی شے دیکھی تھی''۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ ! یومِ بدر اس نے کیا دیکھا؟ فرمایا: ''جبرئیل کو جو فرشتوں کی صفیں ترتیب دے رہے تھے''۔ (مالک' عبدالرزاق۔ یہ روایت مرسل صحیح ہے)

(۸) انہی دس دنوں میں ایک دن (یوم النحر) بھی کہلاتا ہے' جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَعْظَمَ الْاَیَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ یَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ یَوْمُ الْقَرِّ))(ترجمہ : ''اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں سب سے عظمت والا دن یومِ نحر (دس ذی الحجہ) ہے' پھر یوم القر (یعنی اس سے اگلا گیارہ ذی الحجہ کا دن) ہے۔'') ( صحیح ابوداؤد رقم : ۱۷۶۵' صحیح الجامع رقم : ۱۰۶۴)

## ایک وضاحت :

''القر'' قرار (ٹھہرنے' رکنے اور جم جانے) سے ہے۔ یہ ۱۱ویں ذی الحجہ ہے' کیوں کہ اس میں لوگ منیٰ میں قیام کرتے ہیں۔ اس وجہ سے اسے ''یوم القر'' کہتے ہیں (دیکھئے: صحیح الجامع ۱ / ۲۴۲)

(۹) انہی دس دنوں میں امہات العبادات (نماز، روزہ، حج، عمرہ وغیرہ) مجتمع ہوتی ہیں :

حافظ ابن حجر۔رحمہ اللہ۔فرماتے ہیں : ''ظاہری طور پر عشرۂ ذی الحجہ کے امتیاز کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بڑی بڑی عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں، یعنی نماز، روزہ، صدقہ اور حج۔ان کے علاوہ دیگر ایام میں ایسا نہیں ہوتا'' (فتح الباری ۲/۵۳۴)

## ان دس دنوں میں انجام دیئے جانے والے اہم اعمال وامور

(۱) ذکر واذکار، تسبیح و تہلیل، تمجید و تقدیس : جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : ما من أيام ،العمل الصالح فيهن أحب الى الله ،من هذه الأيام العشرة، قالوا: يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال: ولا الجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وما له فلم يرجع من ذلك بشيء (بخاری رقم : ۹۶۹) ترجمہ : ''ان دس دنوں کے اعمال صالحہ جتنے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اتنے اور دِنوں کے نہیں یعنی ان دنوں کے اعمال نماز روزہ، تسبیح، تہلیل، تکبیر اور صدقہ خیرات وغیرہ اللہ عزوجل کو بہت ہی محبوب ہیں لہٰذا ان دنوں میں بندگی و عبادت میں زیادہ کوشش کرنی چاہیئے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ جہاد بھی ان دنوں کے اعمال صالحہ کے برابر نہیں ہوتا؟

فرمایا : جہاد بھی برابر نہیں ہو سکتا۔ہاں وہ مجاہد جو جان مال لے کر جہاد کے لئے نکلے اور پھر کوئی چیز واپس نہ لائے یعنی خود بھی شہید ہو جائے اور مال بھی خرچ ہو جائے۔ ''ایسا جہاد ان دِنوں کے اعمال صالحہ کے برابر ہو سکتا ہے

اللہ اکبر! اس حدیث مبارک پر غور و تامل کیجئے' ذرا تفکر و تدبر سے کام لیجئے کہ اس عشرہ کی کتنی بزرگی اور عظمت ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بندہ کی ایک ایک نیکی کو اتنا محبوب رکھتا ہے کہ ایک ایک نیکی پر اس کو دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ ہزاروں گا تک ثواب دیتا ہے۔ اس عشرہ کی نیکی کو بہت محبوب رکھتا ہے۔ یہ بحرِ رحمت کی موجیں ہیں جو عاجز بندہ کو اسکے بحرِ رحمت حظ وافر لینے کے لئے پکار رہی ہیں۔ کاش کہ انسان ایسے وقتوں کی قدر کرے اور کمر بستہ ہو کر کچھ کما لے۔ خوش قسمت ہی وہ لوگ جو ایسے وقتوں میں بحرِ رحمت میں غوط لگاتے ہیں۔

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (ما من عمل أزكى عند الله عزوجل ، ولا أعظم أجراً من خير يعمله في عشر الأضحى . قيل : ولا الجهاد في سبيل الله ؟ قال : ولا الجهاد في سبيل الله عزوجل ، إلا رجل خرج بنفسه وماله ، فلم يرجع من ذلك بشيء ) رواہ الدارمی ۱/۳۵۷ وإسنادہ حسن کما فی الإرواء ۳/۳۹۸ 'شرح مشکل الآثار رقم : ۲۹۷۰)

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:،، ما من أيام أعظم عند الله سبحانه ولا أحب إليه العمل فيهن من هذه الأيام العشر فأكثروا فيهن من التهليل والتكبير والتحميد ''إحمد (۵۴۴۶) 'والدارقطنی فی ((العلل)) (۳۷۶/۱۲) واللفظ لہما' والطحاوی فی ((شرح مشکل الآثار)) (۲۹۷۱) باختلاف يسير) شیخ احمد شاکر نے (مسند احمد ۷، ۲۲۴) کی تخریج کرتے ہوئے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے:

عشرہ ذی الحجہ سے بڑھ کر اللہ سبحانہٗ کے نزدیک اور کوئی دن نہیں ہیں اور ان دنوں کے اعمال جیسے اللہ کو پیارے ہیں اور کوئی عمل نہیں۔ لہٰذا ان دِنوں میں لاإلہ إلا اللہ ' اللہ اِکبر اور الحمد للہ کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

(۲) **نماز** : نماز دین کا ستون 'مؤمنوں کی معراج' ایمان کی نشانی' میزانِ عمل 'قربِ الٰہی کا ذریعہ' ہر عمل (توحید کے بعد) نماز کے تابع' جنت میں داخلہ کا عظیم سبب' گناہوں کے دھلنے دھلانے کا سبب' دنیا و آخرت کی ساری بھلائیوں کے سمیٹنے کا ذریعہ ہے' اس عشرہ میں بھی خصوصی طور پر نماز کی ادائیگی کا اہتمام ہونا چاہیے 'ترکِ نماز تو ویسے بھی عظیم گناہ ہے' اور اس عشرہ میں تو اس کے ترک کی شناعت و قباحت فزوں تر ہو جاتی ہے

(۳) **صیام** : شریعتِ اسلامیہ میں عمومی طور پر روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے 'چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : '' من صام يومًا في سبيل الله ، باعَد الله وجهَه عن النار سبعين خريفًا (بخاری رقم ۲۸۴۰' مسلم رقم : ۱۱۵۳) ترجمہ : جس نے اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھا' اللہ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دیتا ہے

اور خصوصی طور پر عشرۂ ذی الحجہ کے نو دن کی فضیلت اور اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے' جیسا کہ آپ ﷺ کی بعض ازواج مطہرات سے مروی ہے کہ : (كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم تسع ذي الحجة ، ويوم عاشوراء ، وثلاثة أيام من كل شهر) (ابوداؤد رقم : ۲۴۳۷' وصححہ

الألبانی) ترجمہ : رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے نو روزے' عاشوراء کے دن کا روزہ' ہر مہینہ کے تین روزے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

(۴) **یومِ عرفہ کا روزہ :** یومِ عرفہ کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے' کیوں کہ اس دن رب کریم اپنے بندوں پر خصوصی نوازشات فرماتا ہے' جہنم سے گردنیں آزاد کرتا ہے' عام بخشش کا اعلان کیا جاتا ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا : ''

مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ، مِنْ يَوْمِ )) عَرَفَةَ. وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمْ الْمَلَائِكَةَ. فَيَقُولُ : مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ؟ '' (مسلم رقم : ۱۳۴۸ ) ترجمہ : یومِ عرفہ کو اللہ تعالی سب سے زیادہ جہنم سے گردنیں آزاد فرماتا ہے' اور اس دن وہ بندوں سے قریب ہوتا ہے' پھر فرشتوں کے سامنے فخر و مباہاۃ فرماتے ہوئے عرض کرتا ہے : ان لوگوں کو کیا چاہئے ؟ (اللہ اکبر ! غور فرمائیں کس قدر سخاوت کا دریا رواں ہوتا ہے' ان کو کیا چاہئے ؟ اندازہ کیجئے ایک بندۂ مسلم کو کیا چاہئے ؟ مغفرت ! گناہوں سے بخشش ! جہنم سے گلوخلاصی ! رب کی مرضیات ' جنت میں داخلہ اور اس کی لذتِ آشنائی وغیرہ وغیرہ

جہاں تک بات رہی روزہ کی' تو اس کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ ' نبیؐ کریم ﷺ نے فرمایا:((سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ ؟ فَقَالَ : يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالبَاقِيَةَ (مسلم رقم : ۱۱۶۲ من حدیث ابی قتادہ) ترجمہ : آپ ﷺ سے عرفہ کے روزے سے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا : ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہ معاف فرمادیتا ہے

علامہ مبارکپوری۔صاحبِ تحفۃ الأحوذی۔فرماتے ہیں : امام نووی نے فرمایا کہ علماء کہتے ہیں : اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں' اگر صغیرہ گناہ اس پاس نہیں ہوں گے تو گناہِ کبیرہ میں تخفیف کردی جائے گی' اور اگر گناہِ کبیرہ بھی نہ ہوں تو درجات بلند کئے جائیں گے" (دیکھئے : تحفۃ الأحوذی : ۳/ ۴۵۳)

اسی لئے یہودیوں نے ایک دن جناب عمر۔رضی اللہ عنہ۔سے فرمایا : امیر المؤمنین ! قرآن میں ایک آیت ایسی ہے' جسے آپ لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں' اگر ہم یہودیوں کی جماعت میں ایسی آیت نازل ہوتی تو ہم اسے عید کا دن قرار دے لیتے '(یعنی ہم جشن مناتے) عمر نے فرمایا : وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی نے کہا:(اليوم أكملت لكم دينكم و أتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الإسلام دينا) (المائدۃ : ۳) ترجمہ : "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا' اور تمہارے لئے تمہاری نعمت پوری کردی' اور تم سے بطور دین اسلام سے راضی ہوگیا" حضرت عمر نے فرمایا : ہم اس دن کو بھی جانتے ہیں جس دن یہ آیت اتری (جمعہ کا دن تھا) جہاں اتری اس جگہ کو بھی جانتے ہیں (عرفہ میں آپ ﷺ کھڑے تھے) (اس کے باوجود ہم اس دن کوئی جشن نہیں مناتے) (دیکھئے : بخاری رقم : ۴۵)

(۵) **حج و عمرہ** : گناہوں کی مغفرت معافی' رب کی رضامندی و خوشی' جہنم سے گلوخلاصی اور جنت میں مقام اور لذتِ آشنائی میں حج و عمرہ کا جو اہم رول ہے وہ جگ ظاہر ہے' سب جانتے ہیں' اور ہر فردِ مسلم اس کے لئے کوشاں رہتا ہے' بہت سارے دل اس کی زیارت و دید کے لئے تڑپتا رہتا ہے' اور اس کے جو فضائل و مناقب

ہیں' وہ اپنی مثال آپ ہے' اور کتاب و سنت میں واضح و مبرہن ہیں' جو اسی عشرے میں ادا کئے جاتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (العُمْرَةُ إِلَى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا ، وَالحَجُّ المَبْرُورُ ، لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلاَّ الجَنَّةُ) (بخاری رقم: ۱۷۷۳' مسلم رقم: ۱۳۴۹) ترجمہ: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک (گناہوں کے لئے) کفارہ ہے' اور مقبول حج کا ثواب جنت کے علاوہ کچھ بھی نہیں (یعنی جنت ہی ہے)

(۶) **دعاؤں کا اہتمام**: دعا کی بڑی اہمیت ہے' اس کا اپنا مقام ہے' اس کی ضرورت بھی ہے اور فردِ مومن کے لئے عظیم سلاح بھی' دعاؤں سے تو کبھی غافل ہی نہیں ہونا چاہیئے' بلکہ اس کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنا چاہیئے

(۷) **قیام اللیل کا اہتمام**: قیام اللیل عظیم عبادت ہے' بزرگوں کی مبارک عادت رہی ہے' انبیاء۔ علیہم السلام۔ کی سنت رہی ہے' حقیقی اولیائے عظام کا وطیرہ رہا ہے' مومنوں کی شان ہے' بندگانِ نیک خو کی پہچان ہے' اس عشرہ میں بھی قیام اللیل کا اہتمام ہونا چاہیئے' جناب سعید بن جبیر۔ رحمہ اللہ۔ فرمایا کرتے تھے: ''**لا تطفئوا سرجكم ليالي العشر**'' ترجمہ: عشرۂ ذی الحجہ کی راتوں میں اپنے چراغ گل مت کیا کرو (یعنی: راتوں میں جاگا کرو اور عبادت کرو) (دیکھئے: لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف) ص 585)

سبحان اللہ! یہ ہمارے اسلاف تھے جو مواسمِ خیرات تلاش کیا کرتے تھے' اور ہم ہیں کہ ان مواسم کو انتہائی آسانی کے ساتھ ضائع کر دیتے ہیں

**(۸) تکبیرات و تہلیلات کا اہتمام والتزام :** اس عشرے میں تکبیرات کا اہتمام ہونا چاہیئے ' اور خوب خوب ہونا چاہیئے ' بازاروں میں 'مارکیٹوں میں ' دکانوں میں ' مکانوں میں ' جلوت میں 'خلوت میں 'ہر جگہ اور ہر مقام پر ہونا چاہیئے 'حضرات ابن عمر اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہما) ان دس دنوں میں بازار میں نکل جاتے اور باآواز بلند پکارتے تھے یہاں تک بازار والے ان کی آواز سن کر تکبیرات بلند کرتے تھے (دیکھئے : بخاری معلقا ۱؍۳۲۹ 'بصیغۃ الجزم 'قبل حدیث رقم : ۹۶۹) 'ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف (۲ ؍۱۶۴) میں اور امام بیہقی (۳؍۲۷۹) رقم ۶۳۴۸) نے اسے موصولا ذکر کیا ہے 'اور البانی نے اسے ارواء الغلیل (۶۵۱) میں صحیح قرار دیا ہے 'نیز حافظ ابن حجر کی تغلیق التعلیق (۲؍۳۷۷۔۳۷۸) بھی ملاحظہ کیا جائے 'حافظ نے انتہائی نفیس بحث فرمائی ہے)

اس عشرہ میں تکبیرات کی عام طور پر دو قسمیں ہیں (۱) تکبیراتِ مطلق جو ذی الحجہ کے چاند نظر آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایامِ تشریق کے آخری دن تک ممتد رہتا ہے 'یہ تکبیرات صبح و شام 'دن رات 'کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہیں 'اس کا کوئی بھی وقت مقرر نہیں ہے

(۲) تکبراتِ مقید : یومِ عرفہ کی فجر کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایام تشریق کے آخری دن (۱۳ویں تاریخ) کی عصر کی نماز کے بعد ختم ہو جاتا ہے 'یہ ہر نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں (دیکھئے : فتاوی ابن باز ۱۳؍۱۷ 'الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین : ۵؍۲۲۰۔۲۲۴) 'یہ حضرت عمر سے ثابت ہے 'دیکھئے : ابن المنذر فی الأوسط رقم : ۲۲۰۰ 'بیہقی رقم : ۶۴۹۶) 'حضرت علی سے بھی ثابت ہے 'ارواء الغلیل : ۳

۱۲۵) حضرت ابن عباس سے بھی منقول ہے' دیکھئے: حاکم :۱ ۱۴۴۰' اور اسے صحیح قرار دیا ہے' بیہقی رقم ۶۴۹۸) امام نووی فرماتے ہیں : '' شہروں میں یہ لوگوں کی عادت رہی ہے'' (دیکھئے: شرح النووی علی مسلم ۶ ۱۸۰)

تکبیرات کے الفاظ ہیں : تکبیرات کے مختلف الفاظ بسند صحیح ثابت ہیں' چند ایک کا تذکرہ مفیدِ مطلب ہو گا۔ ان شاء اللہ

(۱) اَللّٰہ أَكْبَرُ ، اَللّٰہ أَكْبَرُ، اَللّٰہ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰہ " أكبر و لله الحمد'' یہ الفاظ حضرت ابن مسعود۔ رضی اللہ عنہ جیسے صحابی سے ثابت ہیں (إرواء الغليل" (125/3) (دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ ۲ ۱۶۵۔۱۶۸' ارواء الغلیل ۳ ۱۲۵)

(۲) اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ((دیکھئے: مصنف عبد الرزاق رقم :۲۰۵۸۱) وسندہ صحیح' یہ حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے)

(۳) الله أكبر كبيرا ، الله أكبر كبيرا ، الله أكبر وأجل ، الله أكبر ولله (دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ رقم : ۵۶۷۳) وسندہ صحیح' یہ حضرت ابن «الحمد عباس سے مروی ہے )

(۹) **قربانی :** اس عشرۂ ذی الحجہ کا ایک انتہائی مہتم بالشان عمل اللہ کے راستے میں قربانی کرنا ہے

جس طرح حاجیوں کے لئے صفا و مروہ کے درمیان ایک دوڑ نہیں' بلکہ اس عظیم واقعہ کی طرف غماز ہے' جس میں شدتِ پیاس سے ایک بچہ تڑپتا ہے' پانے کے لئے روتا بلکتا ہے' اور ایک ماں (جو اپنے بیٹے سے ٹوٹ کر محبت کرتی ہے) بچے کی تڑپ اور

اس بلکنا اور سسکنا اسے صفا اور مروہ تک پانی کی طلب میں دوڑنے پر مجبور کر دیتی ہے' اسی طرح قربانی کا معاملہ بھی ہے' وہ باپ اپنی ساری محبت پدری کو قربان کر کے اللہ کی محبت میں ڈوب کر اپنے محبوب اور عزیز بیٹے کو راہِ الٰہی میں قربان کر دینا چاہتا ہے' زمین پر لٹا دیتا ہے' پھر اللہ کی طرف سے ندا آ جاتی ہے (قد صدّقت الرؤیا إنا کذلک نجزی المحسنین) ترجمہ : یقینا تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا' بیشک ہم نیکی کرنے والے کو اسی طرح جزا دیتے ہیں (یعنی دل کے پورے ارادے سے بچے کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹا دینے سے ہی تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے' کیوں اس سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے حکم کے مقابلے میں تجھے کوئی چیز عزیز تر نہیں حتی کہ اکلوتا بیٹا بھی بھی نہیں۔ اللہ اکبر! حضرت اسماعیل ذبح تو نہ ہوئے' بلکہ ایک ذبیحہ حضرت اسماعیل کی طرف سے ذبح کیا گیا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا (و فدیناہ بذبح عظیم) ( الصافات : ۱۰۷) ترجمہ : اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیے میں دے دیا'' مگر حضرت ابراہیم و اسماعیل۔ علیہما السلام۔ نے امت کے لئے ایک شاندار اور قابل ﷺ تقلید نمونہ (نمونۂ فرمانبرداری' اطاعت کیشی' اور جذبۂ قربانی) پیش کر دیا جو رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لئے لائق اسوہ ہو گیا۔ انسانی تاریخ میں ڈھونڈھنے سے بھی ایسی مثال نہیں ملتی۔

یہ بیٹے کی قربانی کیا تھی' ایک عمل تھا' خواہشات کی قربانی کا' اللہ کی محبت میں اپنی ذات کی قربانی کا' اپنی انا کی قربانی کا' اپنے جذبات کی قربانی کا' بلکہ یوں کہئے کہ اللہ کے لئے ہر کچھ قربان کر دینے کا۔

محبت چاہتی ہے پھر وہی بیٹے کی قربانی

لہٰذا ہمیں بھی اپنی ناجائز خواہشات ' نفسانی شہوات 'انا' خود سر جذبات کی قربانی پیش کرنے کی آج بھی ضرورت ہے 'جیسے کل تھی۔

قربانی حضرت ابراہیم۔ علیہ السلام۔ کی سنت ہے ' آپ ﷺ کا وطیرہ رہا ہے' آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے کسی بھی موڑ پر ( چاہے حالات سر د رہے ہوں یا گرم ) ترک نہیں فرمایا' سفر و حضر میں قربانی کی 'اور اپنے عمل سے قربانی کی اہمیت کو اجاگر فرمایا' اس کی تعلیم دی ' نیز آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے اسے برتا' اور زندگی بھر قربانی کرتے رہے

لہٰذا اس عشرے میں قربانی کا عمل بھی انتہائی بابرکت ' باعثِ خیر و فلاح اور نجات و صلاح کا ذریعہ ہے' اور عظیم ثواب کے سمیٹنے اور بٹورنے کا سبب بھی

اللہ کریم سے بہ تضرع وابتہال دعا ہے کہ وہ ہمیں اس عشرے میں ( بلکہ سال کے دیگر تمام ایام میں ) نیک اعمال کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے' ہمارے اعمال کو شرفِ قبولیت سے نوازے' اور اپنی رضا کا باعث بنائے' آمین

اب آئیں قربانی کے متعلق کچھ معلومات کی طرف آپ کو لئے چلتے ہیں

- **قربانی کا معنی :** اونٹ 'گائے' بیل' خصی ' بکری میں جو عید الأضحیٰ اور ایام تشریق میں بطور تقرب إلی اللہ ذبح کیا جاتا ہے' اسے قربانی کہا جاتا ہے ( فقہ السنۃ از سید سابق : 195/3 )' فیروز اللغات میں لکھا ہے کہ قربانی وہ جانور ہے جو اللہ کے راستے میں کیا جائے ( دیکھئے فیروز اللغات ص، ۹۵۳)

- **قربانی کی حکمت** : قربانی ایک عظیم عمل ہے جو بہت ساری حکمتوں کے پیش نظر انجام دیا جاتا ہے' مثلا :

(۱) قربانی اللہ کے تقرب کے حصول اور ثوابِ الٰہی کے لئے دی جاتی ہے ( {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} [الکوثر : ۲ ] ترجمہ : پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے' نیز اللہ تعالی نے فرمایا : {قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} الأنعام : ۱۶۲) ترجمہ : آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز ' میری قربانی ' میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے )

(۲) امام الموحدین حضرت ابراہیم ۔ علیہ السلام ۔ اور امام الأنبیاء جناب محمد ﷺ کی سنت کے طور پر بھی دی جاتی ہے (و فدیناہ بذبحِ عظیم) (الصافات : ۱۰۷))

(۳) اپنے اہل و عیال پر بقر عید کے دن توسیع کے لئے بھی قربانی پیش کی جاتی ہے

(۴) غرباء ' فقراء ' مساکین ' محتاجگان اور ضرورت مندوں پر صدقہ و خیرات کرنے کے لئےہ بھی قربانی پیش کی جاتی ہے

(۵) شکرانے کے طور پر بھی قربانی دی جاتی ہے' اللہ نے فرمایا : (فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ) سورۃ الحج : ۳۶) ترجمہ : اسے (خود بھی) کھاؤ' اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال

کرنے والوں کو بھی کھلاؤ، اسی طرح ہم نے چوپایوں کو تمہارے لئے تابع کر دیا ،تاکہ تم شکر گزاری کر سکو۔

- **قربانی کے دن کی فضیلت :** بہت سارے واعظین ،مقررین اور خطباء ذی الحجہ آتے ہی قربانی کی فضیلت بیان کرنے لگ جاتے ہیں، اس سلسلہ میں وارد بعض ضعیف احادیث کا بھی سہارا لیتے ہیں حالانکہ قربانی کی فضیلت میں کوئی بھی حدیث صحیح نہیں جیساکہ ابن العربی المالکی فرماتے ہیں :"قربانی کی فضیلت میں کوئی بھی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی ہے (دیکھئے: عارضۃ الأحوذی ۶ر۲۲۸) علامہ مبارکپوری صاحبِ تحفۃ الأحوذی ابن العربی کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:" **وهو كما قال** "( تحفۃ الأحوذی : ۵ر۶۲)تاہم قربانی کا دن انتہائی اہم ،عظیم اور قابل صد رشک دن ہے،نبی کریم ﷺ نے فرمایا:" إن أعظم الأيام عند الله تعالى يوم النحر ثم يوم القر.،( ابو داود (۱۷۶۵) ،مسند احمد(۳۱/ ۴۲۷)اور ابن خزیمہ(۲۸۶۶، ۲۹۱۷، ۲۹۶۶مستدرک حاکم(۴/ ۲۲۱) ترجمہ : اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بڑا دن قربانی کا دن ہے پھر منی میں ٹھہرنے کا پہلا دن ہے )اور قربانی کا دن اس لئے بھی انتہائی اہم اور مہتم بالشان ہے کہ اس دن عید کی نماز کے ساتھ ساتھ اللہ کی بارگاہ میں اپنے گاڑھی کمائی سے خرید کر رضائے الہی کی خاطر ایک بندۂ مومن مہنگا

سے مہنگا جانور قربان کرتا ہے' اور اس لئے بھی قربانی کے ایام اللہ کے یہاں فضیلت مآب ہیں کہ ان دنوں میں کھانے پینے کے ساتھ ساتھ اللہ کریم کا خوب خوب ذکر کیا جاتا ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا : ''«أيام التشريق أيام أكل وشرب»، وفي رواية: «وذكر لله»'' ( صحیح مسلم (۱۱۴۱)۔) 'ان ایام میں بکثرت ذکر بجالانے کا حکم اللہ تعالی نے دیا ہے 'اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿واذكروا الله في أيام معدودات﴾ (البقرۃ: ۲۰۳) ترجمہ : (چند دنوں میں اللہ کا ذکر کیا کرو) میں مذکورہ ایام معدودات بھی یہی ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ کئی مفسرین نے نقل فرمایا ہے

- **قربانی حضرت ابراہیم۔علیہ السلام۔کی سنت ہے۔**قربانی کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے' اس کے پس منظر پر تامل فرمایئے تو آپ کو بخوبی پتہ چلے گا کہ اس کا سرا حضرت ابراہیم۔علیہ السلام۔کے حضرت اسماعیل۔علیہ السلام۔کو ذبح کرنے سے ملتا ہے' ذرا غور کیجئے کہ جب حضرت ابراہیم۔علیہ السلام۔ نے اپنے بیٹے سے ذبح کرنے کی بات کہی تو بلاتردد و تامل حضرت اسماعیل ۔علیہما السلام تیار ہوگئے 'اور کسی پس و پیش کا اظہار نہیں کیا' اللہ تعالی کو ان دونوں فرمانبردار باپ' بیٹے کی ادا اس قدر بھائی کہ رہتی دنیا تک کے لئے اسے سنت بنادیا (سورۂ صافات آیت : ۹۹ سے ۱۰۸ کا مطالعہ ترجمہ و تفسیر

کے ساتھ کیجئے 'بہت سے رازِ سربستہ واہوں گے 'اور اطاعت وفرماں برداری کی بہت ساری گرہیں کھلیں گی )

**ذبیح کون ؟** شیخ صلاح الدین یوسف ۔رحمہ اللہ۔ لکھتے ہیں : ''مفسرین کے درمیان اس کی بابت اختلاف ہے کہ ذبیح کون ہے 'اسماعیل علیہ السلام یا اسحاق علیہ السلام ؟امام ابن جریر نے حضرت اسحاق ۔علیہ السلام ۔کو اور ابن کثیر اور اکثر مفسرین نے حضرت اسماعیل ۔علیہ السلام۔ کو ذبیح قرار دیا ہے 'اور یہی بات صحیح اور راجح ہے 'دیکھئے :احسن البیان ص ۱۲۶۳'امام شوکانی نے اس میں توقف اختیار کیا ہے' دیکھئے تفسیر فتح القدیر : ۴/۴۰۷' 'نیز دیکھئے: تفسیر ابن کثیر : ۴/ ۱۶'مجموع فتاوی ابن تیمیہ : ۴/۳۳۱۔۳۳۶' زادالمعاد : ۱/۷۱۔۷۴'فتح الباری ۱۲/ ۳۷۸)

- **قربانی کا حکم** :قربانی کے حکم کے تعلق سے علمائے اسلام میں اختلاف رہا ہے کہ قربانی واجب ہے یا سنتِ مؤکدہ 'امام ابو حنیفہ ۔رحمہ اللہ۔ کے علاوہ ائمہ ثلاثہ اور جمہور اہل علم کے یہاں قربانی سنتِ مؤکدہ ہے'حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما ) فرمایا کرتے تھے: هی سنة و معروف ترجمہ : یہ سنت ہے'اور اسلام میں ایک معروف چیز ہے ( بخاری : ۵۵۴۵)'امام ترمذی فرماتے ہیں : '' اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے

اور اسی پر عمل کرنا مستحب ہے اور امام سفیان ثوری اور امام ابن مبارک بھی اسی کے قائل ہیں)" - ترمذی: بعد الحدیث رقم: ۱۵۰۶

"۔'حضرات ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کبھی کبھار قربانی اس خوف سے چھوڑ دیا کرتے تھے کہ اسے واجب نہ قرار دیا جائے (دیکھئے: طبرانی رقم: ۳۰۵۸' بیہقی رقم: ۱۹۵۰۸' ارشاد الفقیہ (۱ ۳۵۲) میں ابن کثیر نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے' جبکہ علامہ البانی نے (ارواء الغلیل: ۳۵۵/۴ رقم: ۱۱۳۹) میں صحیح قرار دیا ہے) جو اس بات کی قوی دلیل ہے' کہ قربانی واجب نہیں ہے' اور دلائل کا جائزہ لینے کے بعد راجح اور قوی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قربانی سنتِ مؤکدہ ہے' ہاں اگر کسی نے قربانی کے لئے نذر مانی ہے' تو ایسی صورت میں اس پر واجب ہو گی' جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: '' یوفون بالنذر '' (سورۃ الدہر: ۷) ترجمہ: نذر پوری کرتے ہیں' نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مَن نَذَرَ أن يُطيعَ اللهَ فلْيُطِعْه ، ومَن نَذَرَ أن يَعْصِيَه فلا يَعْصِه ،، ( بخاری رقم: ۶۶۹۶) ترجمہ: جس نے اللہ کی اطاعت کے لئے نذر مانی' تو اسے اپنی نذر پوری کرنی چاہئے' اور جس نے معصیت کی نذر مانی' تو وہ اللہ کی معصیت نہ کرے (دیکھئے: فتاوی اللجنة الدائمة: ۹/ ۴۱۳)

- **سب سے افضل اور بہتر قربانی** : وہ جانور ہے' جسے نبی کریم ﷺ نے ذبح فرمایا: نبی کریم ﷺ نے سینگ دار چتکبرا دو مینڈھے قربانی کے لئے ذبح کئے' آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا' اور ذبح کرتے وقت (بسم اللہ' اللہ اکبر) کہا' اور اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھا: (بخاری : رقم ۵۵٦۵' مسلم رقم: ۱۹٦٦)' اس سے معلوم ہوا کہ سب سے افضل قربانی سینگ دار چتکبرے مینڈھے کی قربانی ہے' کیوں کہ آپ ﷺ ہمیشہ افضل چیز کا انتخاب فرماتے تھے۔
- **قربانی کے جانور کو موٹا کرنا چاہیئے**: قربانی کے جانور کو موٹا کرنا' اسے خوبصورت بنانا' اسے کھلا' پلا کر فربہ کرنا' تعظیم شعائر اللہ میں سے ہے' جسے تقویٰ الٰہی کہا گیا ہے' یہی بات حضرت ابن عباس۔رضی اللہ عنہما۔نے ( و من یعظم شعائر اللہ فإنہا من تقوی القلوب) کی تفسیر میں فرمائی ہے (دیکھئے: تفسیرِ طبری: ۱۷/۱۵٦)' صحابہ کرام قربانی کے جانور کو خوب فربہ کرتے تھے' اس کی نشو و نما میں خوب خوب حصہ لیتے تھے' حضرت ابو امامہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: " كُنَّا نُسَمِّنُ الأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ "(دیکھئے: بخاری بعد حدیث رقم: ۵۲۵۷) ترجمہ: ہم لوگ مدینہ میں قربانی کے جانور کو خوب موٹا کرتے تھے' اور مسلمان (یعنی تمام صحابہ) موٹا فربہ کرتے تھے

- **قربانی کا جانور جتنا مہنگا ہو' اس قدر افضل اور اعلی ہوگا'** جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:" أعلاها ثمناً وأنفسها عند أهلها " ترجمہ: سب سے بہتر وہ ( گردن ہے) جو قیمت کے اعتبار سے اونچا (مہنگا) اور اس کے گھر والوں کے یہاں نفیس ہو (بخاری رقم: ۲۵۱۸) امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں: " انسان کے نزدیک قربانی کا جانور دیکھنے میں جتنا اچھا لگے گا' اللہ کے نزدیک اتنا ہی بہتر ہوگا" (صحیح ابن خزیمہ رقم: ۱۴۲۹۱)
- سعودی مجلس افتا کا فتویٰ : قربانی کے بہتر اور افضل ہونے کے تعلق سے مملکتِ سعودی عرب کی مجلسِ افتا کا فتوی ملاحظہ فرمائیں: "قربانیوں میں افضل اونٹ' پھر گائے پھر بکری اور پھر اونٹنی یا گائے کی قربانی میں شرکت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے جمعہ کے متعلق فرمایا: "جو پہلی گھڑی میں (مسجد میں) گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی' اور جو دوسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی' اور جو تیسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک انڈا قربان کی' اس حدیث میں محل شاہد اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب میں اونٹ' گائے اور بھیڑ بکریوں کے درمیان ایک دوسرے پر

فضیلت کا وجود ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قربانی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اونٹ قیمت، گوشت اور نفع کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے - ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں اور امام مالک نے فرمایا کہ (قربانی میں) افضل بھیڑ کا کھیرا ہے پھر گائے اور پھر اونٹ ہے کیونکہ نبی ﷺ نے دو مینڈھے قربان کیے اور آپ ﷺ صرف افضل کام ہی کرتے تھے - اس کے جواب میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یقیناً آپ ﷺ بعض اوقات غیر افضل کام کو بھی امت پر نرمی کرنے کی غرض سے اختیار فرما لیا کرتے تھے کیونکہ وہ آپ کی اقتدا کرتے تھے اور آپ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان پر مشقت ڈالیں لیکن آپ ﷺ نے اونٹ کو گائے اور بھیڑ بکریوں پر فضیلت بیان کر دی ہے جیسا کہ ابھی پیچھے گذرا ہے - واللہ اعلم (دیکھئے : فتاویٰ اسلامیہ : ۲/۳۲۰)

- **قربانی کی شرائط** : کسی بھی عمل کے لئے شرائط ہوتی ہیں، جب تک انہیں بجا نہ لایا جائے، اللہ وہ عمل قبول نہیں کرتا، قربانی کے شرائط میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

(ا) **نیک نیتی کے ساتھ قربانی کی جائے** : نیت کا خالص ہونا، اسے اللہ کے لئے خاص اور خالص کرنا قربانی کی قبولیت کی سب سے عظیم شرط ہے، اللہ تعالی نے

فرمایا: (قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ) )الانعام : ۱۶۲) ترجمہ :آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے-)

**(۲) تقوی وللّٰہیت سے سرشار ہو کر قربانی کی جائے** : اللہ نے تعالی ہر عمل میں تقوی کے مقصد کو سب سے مقدم رکھا ہے'اور وہی عمل قبول کرتا ہے جو تقوی سے سرشار ہوکر انجام دیا جاتا ہے 'اللہ تعالی نے فرمایا: (إنما يتقبل الله من المتقين : المائدة: ۲۷)

**(۳)حلال مال سے قربانی کیا جائے** : قربانی کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ قربانی کا جانور حلال مال سے خریدا گیا ہو'حرام مال سے خریدا گیا مال ذبح کرنے سے قربانی قبول نہیں ہوتی ہے'نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا:{ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ }البقرة: 172)ترجمہ : اے مومنو! ہم نے جو تم کو پاکیزہ مال دیا وہی کھاؤ 'اور اللہ کا شکر ادا کرو'اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو'نیز نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا:(أيها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا(مسلم رقم:۲۳۴۶)

ترجمہ : اے لوگو ! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے"۔

(۴) **قربانی سنتِ رسول ﷺ کے مطابق ہو۔** چنانچہ اگر کسی نے قربانی وقت سے پہلے کرلی تو اس کی قربانی قبول نہیں ہو گی' جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ضَحَّى خَالٌ لِي يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلاةِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ) (بخاری رقم : ۵۵۶۰ مسلم رقم : ۱۹۶۱) ترجمہ : حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ میرے ماموابو بردہ نے نمازِ عید سے پہلے ہی قربانی کرلی' تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری یہ بکری گوشت والی بکری ہے (یعنی یہ قربانی گوشت کھانے کے لئے کیا تھا) اس بات پر ابن منذر نے (الاجماع : ۱؍۶۰ میں)' ابن عبد البر نے (التمہید : ۲۳؍۱۹۶ میں) اور قرطبیؒ نے (تفسیر قرطبیؒ ۱۲؍۴۳ میں) اجماع نقل فرمایا ہے)

(۵) **قربانی بهيمة الأنعام سے کی جائے :** قربانی انہیں جانور کی جائز ہو گی جو **بهيمة الأنعام** میں سے ہو' **بهيمة الأنعام** میں اونٹ' گائے' بکری شامل ہے)

- **قربانی کے جانور کے لئے عمر کا اعتبار** : شریعتِ مطہرہ نے قربانی کے جانور کے لئے عمر کا اعتبار کیا ہے'اس کے بغیر جو قربانی کرے گا'قبول نہیں ہو گی'چنانچہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا(لا تذبحوا إلا مسنة إلا أن يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضأن)(مسلم رقم :۱۱۷) ترجمہ : "مُسِنّہ ہی ذبح کرو'الا یہ کہ تم پر تنگی ہو تو بھیڑ کا کھیرا ذبح کر لو-)'چنانچہ اونٹ ۵ سال میں'گائے'دوسال میں اور بکری ایک سال میں دانتا ہوتا ہے'یہ عمومی رواج ہے ( دیکھئے:الشرح الممتع :۷ء۴۲۵'فتاوی اللجنة الدائمہ :۱۱ء۴۱۴۔۴۱۵)'مسنة کی تعریف : امام نووی **مُسنہ** کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :"(قال العلماء :المسنة هي :الثنية من كل شيء من الإبل والبقر والغنم فما فوقها، وهذا تصريح بأنّه لا يجوز الجَذَع من غير الضأن في حال من الأحوال ، وهذا مجمع عليه على ما نقله القاضي عياض) ترجمہ : **مُسنَّہ** اونٹ'گائے'بھیڑ اور بکری میں سے دو دانتا یا اس سے بڑی عمر کا ہونا چاہیئے'قاضی عیاض کے قول کے مطابق اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے(دیکھئے: شرح النووی :۱۱۷/۱۳)'امام شوکانی فرماتے ہیں : "علماء کہتے ہیں : **مُسنہ** اونٹ'گائے'بھیڑ اور بکری میں سے دو دانتا یا اس سے

بڑی عمر کا جانور ہوتا ہے اور حدیث میں صراحت ہے کہ ''(نیل الأوطار : ۵؍۱۲۰) یہ واضح ہونا چاہیئے کہ حدیث یا لغت میں جہاں (المسنة یا الثنی ) کے الفاظ آئے ہیں'ان میں کوئی فرق نہیں' یہ مترادف الفاظ ہیں 'یعنی وہ جانور جس کے اگلے دو دانت گر گئے ہوں' لہٰذا اگر دو دانتا جانور مل جائے تو اسی کی قربانی کی جائے گی (سبل السلام از امیر صنعانی : ۴؍۱۳۵۶)' اگر دو دانت کا جانور نہ ملے'اس کی حصولیابی مشکل ہو جائے تو بھیڑ کے کھیرے (جذعہ ) کی قربانی بھی جائز ہو گی۔

## ایک وضاحت

حدیثِ مذکور (حدیث جابر رضی اللہ عنہ) میں من حیث السند کلام ہےعلامہ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے (السلسلة الضعیفة ۱/۱۹۱'إرواء الغلیل رقم : ۱۱۳۱)'اور من حیث المتن علمائے حدیث نے بہترین توجیہ پیش کی ہے' چنانچہ محدث علامہ مبارپوری ۔رحمہ اللہ ۔ فرماتے ہیں : ''جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جذعہ (چھ ماہ سے کم عمر کا بچہ ) کی قربانی بھی جائز ہے اور یہی حق ہے'اس باب کی حدیثیں اسی بات پر دلالت کرتی ہیں'جہاں تک بات رہی حدیث جابر(لا تذبحوا إلا مسنة۔۔۔۔) کی تو امام نووی نے جمہور علماء سے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ افضل پر محمول ہے(یعنی مسنہ کی قربانی افضل ہے) معنی یہ ہو گا کہ

تمہارے لئے **مسنة** ہی مستحب ہے' اگر تم **مسنة** نہ پاؤ تو جذعہ (کھیرا) بھی ذبح کرسکتے ہو (دیکھئے: تحفۃ الأحوذی: ۵/۷۱) یہی بات صاحبِ عون المعبود نے بھی کہی ہے (دیکھئے: عون المعبود: ۷/۱۵)' جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جذعہ کی قربانی بھی جائز ہے' علمائے محققین کا یہی موقف ہے' جیسا کہ ابھی گزرا (نیز دیکھئے: فتح الباری: ۱۱/۱۰۲۔۱۰۳)

- **بھینس کی قربانی** : بھینس کی قربانی کے بارے میں علمائے اسلام کے مابین شدید **اختلاف** رہا ہے' خود علمائے اہل حدیث میں اختلاف پایا جاتا ہے' چنانچہ بعض اسے صحیح قرار دیتے ہیں' جیسے علامہ ثناء اللہ امرتسری (فتاوی ثنائی: ۱؍۵۲۰) جیسے کبار علمائے اہل حدیث سر فہرست ہیں' جبکہ دوسری طرف بعض علمائے اہل حدیث بڑی شدت سے اس کا انکار کرتے ہیں' جن میں حافظ عبد اللہ روپڑی (فتاوی اہل حدیث ۲؍۴۲۶۔۴۲۷)) جیسے کبار علمائے اہل حدیث شامل ہیں' عصرِ حاضر کے بعض محققین بھی اس میں سر فہرست ہیں' برادرم عنایت اللہ سنابلی مدنی نے اس کے جواز کے متعلق ایک کتابچہ (بھینس کی قربانی ایک علمی جائزہ) بھی ترتیب دیا ہے' استاذِ گرامی شیخ محفوظ الرحمٰن فیضی (سابق شیخ الجامعہ' جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو نے اپنے گراں قدر تاثر لکھا ہے' جس میں آپ

نے کتاب کے محتویات کی بھرپور تائید کی ہے) جس میں اس کے جواز کو ثابت کیا گیا ہے، دونوں فریق اپنے اپنے انداز سے دلائل پیش کرتے ہیں، جن حضرات نے اسے لغوی اعتبار سے (نوع من البقر) صحیح گردانا، انہوں نے اس کی قربانی کے جواز کا فتویٰ صادر فرمایا، اور جنہوں نے بہیمۃ الأنعام کو قرآن کی توضیح و تصریح کے مطابق یہ سمجھا کہ قرآن میں تو باقاعدہ بہیمۃ الأنعام کی صراحت کردی گئی ہے، لہٰذا انہی موسوم بہیمۃ الأنعام کی قربانی ہوگی، انہوں نے بھینس کی قربانی کو غیر مشروع و غیر مسنون قرار دیا، ذاتی طور پر میرا میلان اس کے جواز کی طرف ہے، اور یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ قرآن و حدیث کو بغیر لغت کے نہیں سمجھا جا سکتا ہے، البتہ مجھے اس پر اصرار نہیں، جسے جو دلائل وزنی معلوم ہوں، اسے اس پر عمل کرنا چاہئے، اور اس موضوع پر شدت اختیار نہیں کرنا چاہئے

- **بے نمازی کی قربانی** :آج کے اس دور میں جس دیدہ دلیری (!!) اور بے باکانہ (!!!) طور پر نماز ترک کی جارہی ہے، انتہائی افسوس ناک صورت حال ہے، اور ایسے ہی لوگ عیدین کے لئے سب سے آگے رہتے ہیں، جو نماز و روزہ کی ادائیگی میں پیچھے رہتے ہیں، اور عام مشاہدیہی ہے کہ قربانی کا سب سے مہنگا جانور وہی خریدتے ہیں، اور فخر و مباہاۃ سے کام لیتے ہیں، اور غرباء و مساکین کے دلوں کو پاش پاش کرنے کی سعیٔ منحوس

کرتے ہیں، حالانکہ ان کی قربانی مشکوک، مشتبہ اور راجح ترین قول کے مطابق درست نہیں ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے فرمایا: فصل لربک وانحر (نماز پڑھو اور قربانی کرو) یہاں گوکہ معنی یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھو، پھر قربانی کرو، مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز پڑھو اور قربانی کرو یعنی جو نماز نہیں پڑھتا اسے قربانی کا کوئی حق نہیں۔

- **قربانی کا وقت**: قربانی کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ وقت پر ذبح کیا جائے، چنانچہ اگر کسی نے وقت سے پہلے قربانی کرلی تو اس کی قربانی قبول نہیں ہوگی، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بیان ہوا

- **قربانی کس دن افضل؟** یقینا قربانی کا دن سب سے افضل دن وہ ہے جسے یوم النحر کہا جاتا ہے (یعنی قربانی کا دن) جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "

إن أعظم الأيام عند الله تعالى يوم النحر ثم يوم القر.،( ابو داود (١٧٦٥)، مسند احمد (٣١/ ٤٢٧)اور ابن خزیمہ (٢٨٦٦، ٢٩١٧، ٢٩٦٦مستدرک حاکم(٤/ ٢٢١) ترجمہ: اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بڑا دن قربانی کا دن ہے پھر منی میں ٹھہرنے کا پہلا دن ہے)، اور اس لئے بھی کہ اسی دن نبی کریم ﷺ نے اپنی قربانی اللہ کی راہ میں پیش فرمایا، اور اس لئے بھی کہ یہی (یوم النحر) ایامِ قربانی میں سب سے پہلا دن ہوا کرتا ہے

- **ذبح کرتے وقت کیا کہنا چاہئے؟** قربانی کی کئی دعائیں احادیث نبویہ میں وارد ہیں' ذیل میں ان دعاؤں کو درج کیا جاتا ہے' ان میں سے کوئی دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے

**(۱)بسم اللہ و اللہ اکبر(اللہ کے نام پر اور اللہ سب سے بڑا ہے) (دیکھئے: مسلم رقم:۱۹۶۶)**

**(۲)بسم الله و الله أكبر(اللهم منك و لك) (اللہ کے نام پر اور اللہ سب سے بڑا ہے)(یہ تیرے فضل سے اور تیرے لئے ہے )(دیکھئے: مسلم رقم:۱۹۶۶)**

**(۳)بسم الله و الله أكبر(اللهم تقبل من ----) (اللہ کے نام پر اور اللہ سب سے بڑا ہے)(اے اللہ!فلاں کی طرف سے قبول فرما)(دیکھئے: مسلم رقم:۱۹۶۶)' اللهم تقبل من ...... کے بعد اس شخص کا نام لیا جائے' جس طرف سے قربانی کی جارہی ہے**

(۴)وجهت وجهي للذي فطر السموات والأرض حنيفاً وما أنا من المشركين، إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك أمرت وأنا أول المسلمين. »باسم الله والله أكبر ،

اللهم هذا منك ولك )( ترجمہ : میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر' اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں' یقینا میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں' اللہ کے نام پر اور اللہ سب سے بڑا ہے' اے اللہ ! یہ تیرے فضل سے ہے اور تیرے لئے ہے' اے اللہ ! اسے فلاں کی طرف سے قبول فرما)

## ایک وضاحت :

بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے' اور لکھا ہے کہ بسم اللہ اکبر کہہ کر قربانی کرنی چاہیئے' لیکن محققین علماء نے اسے صحیح کہا ہے' علامہ البانی۔ رحمہ اللہ۔ نے اپنی پہلی تحقیق میں اسے ضعیف قرار دیا تھا' بعد میں تحقیقِ مزید پر اپنے سابقہ تحقیق سے رجوع فرماتے ہوئے اس حدیث کی تحسین فرمائی' اور اس دعا کی سند کو صحیح قرار دیا (دیکھیئے صحیح سنن ابو داوٗد البانی : رقم (۲۸۰۵) اور تراجع العلامۃ الألبانی فیما نص علیہ تصحیحًا وتضعیفًا جمع و إعداد : إبو الحسن محمد حسن الشیخ /۲۹-۳۰ رقم (۲۳۰)' استادِ

گرامی شیخ محفوظ الرحمٰن فیضی ۔سابق شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو ناتھ بھنجن ٬یوپی۔ نے بھی اپنی ایک تحقیقی مضمون میں اسے سندا و متنا صحیح قرار دیا ہے دیکھئے : شیخ محفوظ الرحمٰن فیضی کی کتاب : چند مضامینِ فیضی ص،۱۲۱۔۱۲۷ )

- **افضل یہ ہے کہ انسان خود ذبح کرے**٬ اگر کسی کو وکیل بنادے تو بھی جائز ہے ٬نبی کریم ﷺ نے خوداونٹ ( نحر) ذبح فرمائے٬ باقی کو ذبح کرنے کے لئے حضرت علی کو مقرر فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ کسی دوسرے کو بھی ذبح کرنے کے لئے مقرر کیا جاسکتا ہے٬ (دیکھئے : حج سے متعلق حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہما) کی لمبی حدیث مسلم رقم : ۱۲۱۸ )
- **قربانی کا جانور بیچا نہیں جا سکتا ہے** ٬ اگر کسی نے کوئی جانور قربانی کے لئے خریدا٬ تواس کا بیچنا قطعی جائز نہیں ہوگا٬ دیکھئے : (مسلم رقم : ۴۲۲۴) ہاں اگر کوئی اس جانور سے بہتر٬ افضل٬ موٹا اور فربہ خریدنے کی نیت سے بیچنا چاہے تو اس کی گنجائش ہوگی٬ کیوں کہ یہ افضل قربانی کی طرف پیش رفت شمار ہوگی٬ اور افضل قربانی بہر حال اہم ہے
- **قربانی کے جانور کے لئے بے عیب ہونا ضروری ہے**٬ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :(" أربع لا تجوز في الأضاحي : العوراء البيّن عورها ، والمريضة البيّن مرضها ، والعرجاء البيّن ظلعها والكسير التي لا

تنقي) (ابوداؤد رقم: ۲۸۰۲، ارواء الغلیل میں البانی اسے صحیح کہا ہے: ۱۱۴۸) ترجمہ : " چار جانور قربانی میں جائز نہیں : واضح طور پر آنکھ کا کانا، ایسا بیمار جس کی بیماری واضح ہو، ایسا لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، اور ایسا کمزور جس میں چربی ہی نہ ہو'' یہاں شیخ **ابن عثیمین**۔رحمہ اللہ۔ کی ایک نفیس بحث ذکر کرنا مناسب خیال کرتا ہوں جو یکسر فائدہ سے خالی نہ ہوگا، شیخ۔رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں، جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے : ''عیوب کی تین قسمیں کی جاسکتی ہیں : پہلی قسم : جس کی دلیل سنت میں واضح طور پر موجود ہے، یعنی ایسا کانا جس کا کانا پن واضح ہو، ایسا بیمار، جس کی بیماری واضح ہو، ایسا لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح ہو، اور ایسا کمزور جس میں کوئی چربی نہ ہو، ان عیوب پر واضح نص موجود ہے کہ ان کی قربانی جائز نہ ہوگی، جو عیوب ان جیسے ہوں گے، یا اس سے اوپر تو ان کو انہیں پر قیاس کیا جائے گا، دوسری قسم : جن جانوروں کی قربانی ناجائز ہونے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، جو عیوب ان کے کان یا سینگ میں ہوتے ہیں، چاہے سینگ ٹوٹا ہوا ہو یا کان پھٹا ہوا ہو چاہے لمبائی میں یا چوڑائی میں یا آدھے سے کم کٹا ہوا ہو، ان کے جائز نہ ہونے کے تعلق سے حضرت علی کی روایت موجود ہے، لیکن یہ ممانعت کراہت پر محمول ہوگی، کیوں کہ چار عیوب کو محصور کرنے والی حدیث موجود ہے، کہ ان عیوب والے جانور کی قربانی جائز نہ

ہو گی' تیسری قسم : وہ عیوب جن کے متعلق ممانعت تو وارد نہیں ہے' البتہ وہ (عیوب) سلامتی میں قادح ضرور ہیں' تو ان عیوب سے قربانی کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا' اور نہ ہی ان کی قربانی مکروہ ہو گی' اور نہ ہی حرام' گو کہ لوگوں کے یہاں انہیں معیوب سمجھا جاتا ہو' جیسے ایسا کانا' جس کا کانا پن واضح نہ ہو' نیز ایسا جانور جو معمولی لنگڑاتا ہو' یا جس کا دانت ہلکا سا ٹوٹا ہوا ہو' چنانچہ یہ عیب تو ہیں' مگر ایسے عیوب نہیں کہ جو قربانی کے جائز ہونے میں رکاوٹ ہوں' اور نہ ہی یہ عیوب کراہیت کو ثابت کرتے ہیں' کیوں کہ ایسی کوئی دلیل موجود نہیں ہے' اور اصل چیز برائت ہے'' (دیکھئے شیخ ابن عثیمین کی الشرح الممتع ۷؍۴۴۰) لہٰذا معمولی عیب دار جانور کی قربانی باتفاق درست ہے (دیکھئے: سبل السلام ۴؍۱۳۵۶' عون المعبود: ۸؍۱۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: '' " أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ والأُذُنَ ، ولَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ ، ولَا مُقَابَلَةٍ ، ولَا مُدَابَرَةٍ ، ولَا خرقاء ، ولَا شَرْمَاءَ '' (ابو داؤد رقم: ۲۸۰۴' ترمذی رقم: ۱۴۹۸' نسائی رقم: ۴۳۷۸' و سندہ حسن) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھ کان اچھی طرح سے دیکھ لیں' اور ہم ایسے جانور کی قربانی ہرگز نہ کریں جس کے کان آگے سے کٹ کر لٹکے ہوں' یا پیچھے سے کٹ کر لٹکے

ہوں' ایسا جانور جس کے کان طول و عرض میں پھٹے ہوں اور ایسا جانور جس کے کان میں گول سوراخ ہو''

- **حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے** 'اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے' حضرت ابو سعید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پیٹ کے بچے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو کھالو اور مسدد کہتے ہیں کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم اونٹنی' گائے اور بکری ذبح کرتے ہیں تو ہم اس کے پیٹ میں بچہ پاتے ہیں کیا ہم اسے پھینک دیں یا اسے کھالیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "اگر تم چاہو تو اسے کھالو کیونکہ اس کا ذبح اس کی ماں کا ذبح کرنا ہی ہے۔ (ابو داود : ۲۸۲۷' یہ حدیث حسن درجے کی ہے' نیز دیکھئے : مسند احمد : ۳ ۴۳' صحیح ابن حبان رقم : ۵۸۸۹)' یہی فتویٰ علامہ محمد بن إبراہیم آل الشیخ کا تھا' فرماتے ہیں : '' حاملہ بکری کی قربانی درست ہے' جس طرح سے دوسرے جانور کی قربانی جائز ہے' شرط یہ ہے کہ وہ عیوب سے پاک ہو' جن سے قربانی کے جانوروں کا پاک ہونا ضروری ہے'' (دیکھئے : فتاوی و رسائل محمد بن إبراہیم آل الشیخ ۱۲۷،۶)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ حاملہ جانور خواہ اونٹنی ہو' گائے ہو یا بکری ہو اسے قربانی کے لیے ذبح کیا جاسکتا ہے اور اس کے پیٹ کے بچے کو ذبح

کیے بغیر کھانا درست ہے' امام خطابی فرماتے ہیں : " یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مذبوحہ جانور کے بچے کو کھانا جائز ہے' بشرطیکہ اس کی ماں کو ذبح کیا گیا ہو خواہ بچے کو دوبارہ ذبح نہ ہی کیا جائے (دیکھئے : عون المعبود : ۸، ۳۴۔۳۵) "لیکن اگر طبعی کراہت کے پیش نظر اسے پھینک دیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے صحابہ کو لازمی طور پر پیٹ کا بچہ کھانے کا حکم نہیں دیا بلکہ اسے ان کی طبیعت و چاہت پر ہی معلق رکھا۔

علاوہ ازیں جو حضرات اس کی کراہت کی بات کرتے ہیں' یا اسے ناپسند کرتے ہیں' یا اسے حرام و مکروہ سمجھتے ہیں' وہ سراسر غلطی پر ہیں' یہ انسان کی طبیعت پر موقوف و منحصر ہے چاہے تو کھالے اور اگر ناطبیعت پر ناگوار گزرے تو اسے چھوڑ دے' کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

- **ذبح کرنے کے آداب :** شریعتِ مطہرہ میں آداب و اخلاق کا عظیم مقام ہے' اور اسلام رحمت و عطوفت و شفقت بھرا احسان آموز دین ہے' اس کی تعلیمات کے ہر ہر عنصر سے احسان اور خوش اسلوبی مترشح ہوتی ہے' قربانی کرتے وقت بھی چند اہم تعلیمات کا خیال رکھا جانا چاہیئے' جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے' چند آداب ملاحظہ فرمائیں :۔

(۱) **جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چھری کو خوب تیز کر لیا جائے** (مسلم رقم : ۱۹۵۵)

(۲) **جانور کے سامنے چھری تیز نہ کیا جائے** (صحیح الترغیب رقم ۱۰۹۰)

(۳) **جانور کو قبلہ رخ کر لینا بھی محبوب عمل ہے** اور آداب میں شامل ہے (ابو داؤد رقم ۲۷۹۵ سندہ صحیح)

(۴) **اونٹ کے علاوہ دوسرے جانور کو لٹا کر ذبح کرنا** (دیکھئے : مسلم رقم ۱۹۶۷)

(۵) **ذبح کرتے وقت ذبیحہ کے پہلو پر قدم رکھنا** (دیکھئے : بخاری رقم ۵۰۵۸ مسلم رقم : ۱۹۶۶)

(۶) جانور ذبح کرنے سے پہلے دعا پڑھنا (ابو داؤد رقم : ۲۷۹۵)

(۷) **اونٹ کو کھڑے کھڑے نحر کرنا** اللہ تعالی کے فرمان فاذکروا اسم اللہ علیہا صوافّ (الحج : ۳۶) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صوافّ کی تفسیر (قیاما) ہے یعنی اونٹ کو کھڑے کھڑے نحر کرنا (دیکھئے : بخاری کتاب الحج باب نحر البد قائما) نبیؐ کریم ﷺ کے عمل کے بارے میں حضرت انس۔ رضی اللہ عنہ۔ نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ نے اونٹ ذبح کئے تو کھڑے نحر فرمایا تھا (دیکھئے : بخاری رقم : ۱۷۱۲ ابو داؤد رقم : ۱۷۹۶) (۸)

- **قربانی کے وقت اگر بسم اللہ کہنا بھول جائے تو کوئی حرج نہیں**' کیوں کہ اللہ نے بھول چوک معاف فرمادیا ہے (دیکھئے : ابن ماجہ رقم : ۲۰۴۳' و سندہ صحیح)
- **ذبح کرتے وقت اگر جانور کی گردن علیحدہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں** (دیکھئے بخاری قبل رقم : ۵۵۱۰)
- **عیدالاضحیٰ اور اس کے بعد تین دن یعنی تیرہ 13/ذوالحجہ کی شام (مغرب تک) تک قربانی کی جاسکتی ہے** کیونکہ عیدالاضحیٰ کے بعد 13' 12' 11 ذو الحجہ کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں (دیکھئے : تفسیر احسن البیان : ص 82' نیل الاوطار : ج3/ص490)"

اور تمام ایام تشریق کو ذبح کا دن قرار دیا گیا ہے اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے : (عن جبير بن مطعم عن النبي صلى الله عليه و سلم :كل أيام التشريق ذبح) ترجمہ : تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں) "- (احمد رقم : ۱۶۷۹۷' طبرانی رقم : ۱۵۸۳' بیہقی رقم : ۱۰۵۲۵' صحیح ابن حبان : ۳۸۴۲' صحیح الجامع الصغیر : ۴۵۳۷)

- **ایام تشریق کی راتوں میں بھی قربانی کی جاسکتی ہے** (دیکھئے : المغنی ابن قدامہ : ۹؍۴۵۴' نووی کی کشف القناع : ۳؍۱۰)

- **اگر کسی کے پاس وقتی طور پر پیسے نہ ہوں**' اور قرض لے کر قربانی دینے کی نوبت آجائے' جسے بعد میں ادا کرنے کی امید ہو تو قرض لے کر قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' ایسا کرنا ضروری نہیں مگر بہتر ضرور ہے (دیکھئے : مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۶؍۳۰۵)
- **اونٹ میں دس اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں** نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ( نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ ) (مسلم رقم: ۱۳۱۸)' نیز نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: كنَّا معَ رسولِ اللهِ صلَّى الله عليْهِ وسلَّمَ في سفرٍ ، فحضرَ الأضحى ، فاشتركنا في الجزورِ عن عشرةٍ ، والبقرةِ عن سبعةٍ(ابن ماجه رقم: ۲۵۵۳ و صححه الألباني) ترجمہ : ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے' عید الأضحیٰ آگئی تو ہم اونٹ میں دس آدمی شریک ہوگئے اور گائے میں سات آدمی '' یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں' مگر ایسا ضروری نہیں' کچھ لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ ان کی غلط فہمی ہے
- **پورے گھر والے کی طرف سے ایک بکری کافی ہے** حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (كَانَ الرَّجُلُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِالْشَّاةِ عَنْهُ ، وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ )(ترمذی رقم : ۱۵۰۵'ابن ماجہ رقم : ۳۱۴۷ علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)ترجمہ : ''نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص اپنی طرف سے اور اپنے پورے گھر والے کی طرف سے ایک بکری کی قربانی دیا کرتے تھے' چنانچہ وہ خود کھاتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے'' ۔لہٰذا ایک بکری ایک گھر کی طرف سے کافی ہے گو کہ اس گھر میں ۱۰۰ سو زائد افراد ہوں (الشرح الممتع ۷/۲۷۵'**فتاوی اللجنة الدائمه** : ۱۱/۴۰۸)

- **عورتیں بھی قربانی کرسکتی ہیں** 'حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو قربانی کرنے کا حکم دیتے تھے'اور وہ اپنے ہاتھوں سے قربانی کیا کرتی تھیں(دیکھئے بخاری قبل رقم :۵۵۵۹'مصنف ابن ابی شیبہ رقم : ۸۱۶۹' فتح الباری ۱۰/۲۵)'جو لوگ عورتوں کے ذبح کرنے کو معیوب سمجھتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں اور اسوۂ صحابہ سے دور
- **جو قربانی کا ارادہ رکھے 'وہ اپنے بال' ناخن' چمڑے میں سے کچھ بھی نہ لے**'جیسا کہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (إذا رأيتم هلال ذي الحجة وأراد أحدكم أن يضحي فليمسك عن شعره وأظفاره)(مسلم : ۳۶۵۵) ترجمہ : جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی

کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے۔ اگر کسی نے اپنے بال ناخن کاٹ لئے (چاہے عمداً کاٹے یا سہواً) تو اسے توبہ و استغفار کرنا چاہیے' اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' اور نہ ہی اسے فدیہ دینا ہوگا (دیکھئے: (المغنی از ابن قدامہ: ۹/۳۴۶' مرداوی کی الانصاف: ۴/۸۰)' یہ حکم صرف ان کے لئے ہے' جو قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں' جن کی طرف سے قربانی نہیں ہوگی' ان پر یہ پابندی نہیں ہے' نیز یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ اگر کسی کا ارادہ بعد میں قربانی کرنے کا بنا' اور اس نے ناخن بال عشر ذی الحجہ میں کاٹ لئے تھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ان شاء اللہ

- **قربانی کے گوشت کی تقسیم کا مسئلہ** : بعض علما نے کہا ہے کہ قربانی کا گوشت تقسیم کرنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ خود کھایا جائے' دوسرا حصہ اپنے اقربا اور دوست احباب وغیرہ کو کھلا دیا جائے اور تیسرا حصہ غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔ امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔ ان حضرات کی دلیل ابن عمر سے مروی یہ قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ

**"قربانی کا تیسرا حصہ تمہارے لیے ہے اور تیسرا حصہ تمہارے گھر والوں کے لیے ہے اور تیسرا حصہ مساکین کے لیے ہے"** (مزید تفصیل کیلئے: دیکھئے: المغنی لابن قدامہ: ۹/۳۷۹)

اگرچہ علمانے اس تقسیم کو افضل کہا ہے لیکن یہ تقسیم ضروری نہیں ہے بلکہ حسبِ ضرورت' حالات کے مطابق بھی گوشت تقسیم کیا جاسکتا ہے یعنی اگر فقراء و مساکین زیادہ ہوں تو زیادہ گوشت صدقہ کر دینا چاہیے اور اگر ایسانہ ہو بلکہ اکثر و بیشتر لوگ خوشحال ہوں تو زیادہ گوشت خود بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح آئندہ ایام کے لیے ذخیرہ بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ قرآن میں مطلقاً قربانی کا گوشت کھانے اور کھلانے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری ہے: ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ﴾ (الحج : ٣٦)

"قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔ پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو' پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں اسے (خود بھی) کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ"۔

ایک اور آیت میں ہے کہ "اپنے فائدے حاصل کرنے کے لیے آجائیں اور ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں' ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں۔ پس تم خود بھی کھاؤ اور فقیروں کو کھلاؤ

درج بالا آیات سے معلوم ہوا کہ حسبِ ضرورت قربانی کا گوشت کھایا اور کھلایا جاسکتا ہے' البتہ تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے خاص مصلحت کے تحت ابتداے اسلام میں منع فرما دیا تھا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے اوپر نہ کھائے۔)" مسلم رقم: ۵۱۰۰)

لیکن پھر اس کی اجازت دے دی تھی جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے جو قربانی کرے تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں اس میں سے کوئی چیز باقی نہ ہو۔ پس اگلے سال صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس سال بھی ہم اسی طرح کریں جس طرح ہم نے گذشتہ سال کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔ بے شک اُس سال لوگ مشقت میں تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ تم ان کی مدد کردو (بخاری رقم: ۵۵۶۹) مذکورہ دلائل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین یا دو حصے کر کے تقسیم کرنا ضروری نہیں بلکہ

حالات کے مطابق کسی بھی طریقے سے گوشت کھایا اور کھلایا جاسکتا ہے اور ذخیرہ اندوزی بھی کی جاسکتی ہے

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تین دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے'' (دیکھئے: المغنی: ۹،۳۸۱)

- **قربانی کا گوشت کفار کو دیا جاسکتا ہے** قربانی کے اہم مسائل میں ایک مسئلہ قربانی کے گوشت کو کافروں کو دینے سے متعلق ہے کہ کیا قربانی کا گوشت کافروں کو جو مانگنے آتے ہیں دیا جاسکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قربانی کا گوشت انہیں بلاشبہ دیا جاسکتا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ)(الممتحنة: ۸) ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کیساتھ احسان اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے جنگ نہیں لڑتے' اور تمہیں تمہارے گھروں سے بے دخل نہیں کرتے' بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے' ابن قدامہ فرماتے ہیں: (یہ بھی جائز ہے کہ اس [قربانی کے گوشت] سے کافر کو بھی کھلایا جائے۔۔۔' کیونکہ یہ نفلی صدقہ ہے' اس لئے یہ ذمی اور قیدی کو کھلانا

جائز ہے، جیسے کہ دیگر صدقات انہیں دئے جا سکتے ہیں ) (دیکھئے : المغنی ۹؍۴۵۰، فتاوی اللجنۃ الدائمہ : ۱۱؍۴۲۴، مجموع فتاوی ابن باز : ۱۸؍۴۸)

- **قربانی کا گوشت خود کھانا ضروری نہیں ہے**، بعض لوگ جو ایسا سمجھتے ہیں، وہ درست نہیں ہے، قربانی کرنے والا اگر نہ چاہے تو کھانا ضروری نہیں ہے
- **قربانی کے گوشت سے روزہ افطار کرنے کا عقیدہ درست نہیں ہے**، البتہ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ عید الاضحیٰ کے لئے بغیر کھائے پیے نماز عید کے لئے نکلتے تھے، اور گوشت سے کھانے کی ابتدا فرماتے تھے، کلیجے سے کھانے کی ابتدا بھی کوئی ضروری نہیں ( مجموع فتاوی ورسائل شیخ محمد بن عثیمین ۱۶؍۱۲۰)
- **نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا بدعت ہے**، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے زیادہ کسی کو بھی آپ سے محبت نہیں ہوسکتی ہے، اس کے باوجود ان میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا ہے، نہ ہی کسی صحیح اور صریح حدیث سے ایسا ثابت نہیں ہے، جو اس کے بعدت ہونے کی واضح دلیل ہے، اس تعلق سے جو حدیث مروی ہے، وہ ضعیف ہے، محققین علمائے حدیث نے اس صراحت کی ہے (دیکھئے : ترمذی رقم : ۱۴۹۵، وقال : ھذا حدیث غریب لا نعرفہ إلا من حدیث شریک، علامہ البانی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے، شیخ عبد المحسن العباد۔ محدث مدینہ۔ سے جب اس

بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا : یہ حدیث ضعیف ہے' صاحبِ تحفۃ الأحوذی نے بھی (ابو الحسناء شیخ عبد اللہ مجہول کہہ کر) اسے ضعیف قرار دیا ہے' دیکھئے : تحفہ الأحوذی ۵؍۵۹)

- **میت کی طرف سے قربانی** : مستقل طور پر میت کی طرف سے قربانی نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے' نہ صحابہؓ کرام سے اور نہ اسلافِ عظام سے اور نہ ہی امامانِ دین سے' نہ ہی ایسی کوئی صحیح اور صریح دلیل موجود ہے' ہاں یہ ضرور ہے کہ علمائے محققین خود اس بارے میں مختلف موقف رکھتے ہیں' تاہم صحیح اور راجح بات یہی ہے کہ میت کی طرف سے مستقلا قربانی درست نہیں ہے' میت کو فائدہ پہنچانے' ثواب پہنچانے اور اس کے میزانِ حسنات میں اضافہ کے اور بھی صحیح طریقے شریعت نے بتلائے ہیں' انہیں اپنانا چاہیئے (دیکھئے : تحفۃ الأحوذی ۵/۶۰)
- **اگر قربانی کا جانور گم ہو جائے' کہیں بھاگ جائے' یا چوری ہو جائے' تو مالک کو اختیار ہے** کہ دوسرا جانور خریدے یا نہ خریدے (دیکھئے : السنن الکبری ۹؍۲۸۹' وسندہ صحیح ) ہاں اگر لاپرواہی سے ایسا ہوا ہے تو اسے دوبارہ خریدنا ہوگا

- **قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اگر عیب دار ہو جائے** تو اسی کی قربانی کی جائے' اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے' جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے (دیکھئے السنن الکبری ۹/۲۸۹ وسندہ صحیح)
- **قربانی کے چرم کو اپنے مصرف میں لایا جاسکتا ہے**' اسے دوسرے کو ہدیہ کیا جا سکتا ہے' مگر اسے بیچا نہیں جا سکتا (دیکھئے: فیض القدیر : ۶/۱۲۱' المغنی ۹/۱۹۵)
- **قربانی کا چمڑا قصاب کو بطورِ اجرت دینا بھی ناجائز ہے** (دیکھئے: مسلم رقم ۱۳۱۷)' قصاب کو بطورِ اجرت معین مبلغ دے' مگر قربانی کرنے والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ چرم کو بطورِ اجرت دے
- چرمہائے قربانی کو مدرسین کی تنخواہوں' طلباء کے قیام و **طعام** کے لئے دیا جاسکتا ہے' یہی فتوی علمائے محققین کا ہے (دیکھئے: فتاوی اہل حدیث ۵/۱۰۶' مجموعہ فتاوی عبد اللہ غازی پوری (کتاب الصلاہ ص ۳۰۴)
- **قربانی کے بدلے صدقہ و خیرات کرنا** : قربانی ایک مستقل امتیازی عبادت ہے' اور صدقہ و خیرات دوسری مستقل عبادت' اس لئے ہر عبادت کی اپنی جگہ ایک الگ مقام اور جگہ ہے' صدقہ و خیرات کو قربانی کا بدل قرار نہیں دیا جاسکتا ہے' جو لوگ ایسا حالات کے پیش نظر فتوی دیتے

ہیں وہ صریح غلطی پر ہیں' ان کا یہ نظریہ بے بنیاد اور لا اساس ہے' اس سے کئی چیزیں لازم آتی ہیں

(۱) اس بے بنیاد فتوی سے یہ لازم آئے گا کہ قربانی نہ کر کے صلہ رحمی کو بجالایا جائے' کیوں کہ صلہ رحمی تو ضروری ہے' صلہ رحمی نہ کرنا تو باعثِ دخول جہنم ہے' کئی لعنتوں کا سبب ہے' اور دنیا وآخرت میں بربادی کا سبب بھی ہے ( پھر قربانی کا حکم ہی باطل ہو جائے گا' اور اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی )

(۲) اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ اسلام نے۔ نعوذ باللہ۔ غریبوں کے مسائل کا حل پیش نہیں کیا' جو سر تا سر اسلام کی تعلیمات کے ساتھ ظلم و جور ہے

(۳) جو قربانی کے بدلے صدقہ کا فتوی صادر فرماتے ہیں' اس سے بہت ساری عبادتوں کو یکسر نظر انداز کرنا بھی لازم آئے گا۔

(۴) اس لئے بھی قربانی کے بدلے صدقہ کرنا درست نہیں کہ اس سے نبی کریم ﷺ کی سنت چھوٹ جاتی ہے' جو کسی بھی طرح درست نہیں ہے ( خاص کر ایسے وقت میں جبکہ معمولی معمولی امور کی بنیاد پر سنتِ رسول ﷺ کو ترک کیا جا رہا ہے' اور اس میں کوئی قباحت و شناعت محسوس نہیں کی جاتی ہے ) ( وغیرہ وغیرہ )

اس لئے یہ کہنا کہ قربانی کی جگہ صدقہ و خیرات' اور غریبوں میں انفاق سے کام لیا جائے' بے بنیاد' مضحکہ خیز اور عجیب و غریب بات ہے' بیشک آپ

صدقہ و خیرات کیجئے' لیکن قربانی کا بدل قرار نہ دیجئے' کیا دونوں ایک ساتھ انجام نہیں دیۓ جاسکتے ہیں؟ بیشک دیۓ جاسکتے ہیں' تو پھر قربانی کو صدقہ میں کیوں تبدیل کریں؟

## قربانی سے متعلق بعض اغلاط و بدعات

(۱) قربانی کرنے سے پہلے جانور کو دھونا

(۲) قربانی کرنے سے پہلے پورے گھر والوں کا جانور کے پاس جمع ہونا

(۳) قربانی اور عقیقہ ایک ساتھ کرنا : بعض لوگ عقیقہ کے جانور ہی میں قربانی کافی سمجھتے ہیں' جو غلط ہے' کیوں کہ قربانی ایک الگ چیز ہے' اور عقیقہ دوسرا الگ حکم (دیکھئے : تحفۃ المولود از ابن القیم ص/ ٦٨)

(۴) قربانی کے جانور کے پاس جاکر رونا

(۵) جانور ذبح کرتے ہوئے سب کا اجتماعی طور پر دعا پڑھنا

(٦) قربانی کے جانور پر پھولوں وغیرہ کی بارش کرنا

(۷) بعض لوگوں کا یہ اعتقاد رکھنا کہ قربانی صرف پہلے دن (۱۰ذی الحجہ) کو ہی جائز ہے

(۸) بعض قربانی کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ محرم کی طرح ہیں' نہ عطر لگانا جائز ہے اور نہ ہی عورتوں سے ہمبستری صحیح ہے' حالانکہ یہ غلط ہے

(۹) بعض لوگ جانور ذبح کرتے ہوئے وضوء کرنا ضروری سمجھتے ہیں' پتہ نہیں یہ امر کہاں سے اٹھالائے ہیں' جبکہ اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے (دیکھئے : **فتاوی اللجنة الدائمة** ۱۱/۴۳۲)

(۱۰) قربانی کے بعد داڑھی وغیرہ منڈوانا، داڑھی منڈوانا تو ویسے بھی گناہ کا کام ہے، لیکن اس اعتقاد کے ساتھ کہ مونچھ داڑھی آج منڈوانے کا دن ہے، شریعت کے ساتھ مذاق ہے

رب کریم ہمیں سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق ارزانی کرے، آمین یارب العالمین۔

## تحریر بتاریخ: ۲۸/۱۱/۱ھ۔۱۹/۷/۲۰۲۰ء


## ابو اسامہ / عبد السلام بن صلاح الدین مدنی

## بروز اتوار، بوقت: ۱۱ بجے دن

## میسان، طائف، سعودی عرب

## رابطہ نمبر (۰۵۵۷۱۳۶۰۹۰)

## ایمیل رابطہ: smadani80@gmail.com